نماز چھوڑنے کے احکام

نماز چھوڑنا کافر کا فعل ہے:

سوال: احادیث میں آتا ہے کہ ''جس نے ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی، اس نے کفر کیا''، آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ 'کفر سے مراد، اللہ نہ کرے، 'آدمی کافر ہو گیا، یا یہ کہ کفر کیا'؟ یہ چھوڑی جانے والی نماز کے بعد جو نماز پڑھی، تو درمیان میں جو وقت گزرا، وہ کفر کی حالت میں رہا؟ حالانکہ جس نے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھا، اسے کافر نہیں کہنا چاہیے۔

الجواب

جو شخص دین اسلام کی تمام باتوں کو سچا مانتا ہو اور تمام ضروریات دین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتا ہو، اہل سنت کے نزدیک وہ کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں قرار دیا جائے گا۔(۱)

(۱) الإیمان: هو الإیمان باللّٰه، وملائکته، وکتبه، ورسله، والیوم الآخر، والقدر خیره وشره، وحلوه ومره، من اللّٰه تعالیٰ.(العقیدة الطحاویة، الإیمان. انیس)

عمر بن الخطاب قال: بینما نحن عند رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ذات یوم إذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایری علیه أثر السفر ولا یعرفه منا أحد حتی جلس إلی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فأسند رکبتیه إلی رکبتیه ووضع کفیه علی فخذیه وقال یا محمد أخبرنی عن الإسلام فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم الإسلام أن تشهد أن لا إله إلا اللّٰه وأن محمداً رسول اللّٰه وتقیم الصلاة وتؤتی الزکاة وتصوم رمضان وتحج البیت إن استطعت إلیه سبیلاً قال: صدقت، قال: فعجبنا له یسأله ویصدقه قال: فأخبرنی عن الإیمان فقال: أن تؤمن باللّٰه وملائکته وکتبه ورسله والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیره وشره قال: صدقت... الخ.(الصحیح لمسلم کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان والإیمان بالقدر (ح:۸) انیس)

عن أنس قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ثلث من أصل الإیمان الکف عمن قال لا اله إلا اللّٰه ولا نکفره بذنب ولا نخرجه من الإسلام بعمل والجهاد ماض منذ بعثنی اللّٰه إلی أن یقاتل آخر أمتی الدجال لا یبطله جور جائر ولا عدل عادل والإیمان بالأقدار.(سنن أبی داؤد، کتاب الجهاد، باب الغزو مع أئمة الجور فی الجهاد (ح:۲۵۳۲) انیس)

ومن قواعد أهل السنة والجماعة أن لا یکفر أحد من أهل القبلة.(شرح العقائد النسفیة، ص:۱۲۱)

وأنه لا یکفر أحد بذنب من أهل القبلة.(عقیدة السلف، مقدمة ابن أبی زید القیروانی:۶۰/۱)

ولا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب.(الفقه الأکبر، لا یکفر مسلم بذنب مالم یستحله:۴۳/۱)

ولا نشهد علیهم بکفر ولا بشرک أهل القبلة لا یکفرون ولا بنفاق، مالم یظهر منهم شیء من ذلک ونذر سرائرهم إلی اللّٰه تعالیٰ.(العقیدة الطحاویة، لا نشهد من أهل القبلة بالکفر مالم یظهر منه ذلک. انیس) ==

اس حدیث شریف میں جس کفر کا ذکر ہے، وہ کفر اعتقادی نہیں، بلکہ کفر عملی ہے۔حدیث شریف کا قریب ترین مفہوم یہ ہے کہ اس شخص نے کفر کا کام کیا، یعنی نماز چھوڑنا مومن کا کام نہیں، کافر کا فعل ہے۔اس لیے جو مسلمان نماز چھوڑ دے، اس نے کافروں کا کام کیا۔اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی کو بھنگی کہہ دیا جائے، یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ واقعتاً بھنگی ہے، بلکہ یہ کہ وہ بھنگیوں کے سے کام کرتا ہے، اسی طرح جو شخص نماز نہ پڑھے، وہ اگرچہ کافر نہیں، لیکن اس کا یہ عمل کافروں جیسا ہے۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۸۶/۳)

تارک صلاۃ کو مشرک کہنا درست نہیں ہے:

سوال: زید فرضیت نماز کا قائل ہے، مگر نماز ادا نہیں کرتا، یہ شخص مشرک ہے یا نہیں؟ اگر مشرک نہیں، تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے:

"من ترک الصلوٰة متعمدًا فقد کفر". (۲)

الجواب

جو شخص فرضیت نماز کا قائل ہو، لیکن سستی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نماز نہ پڑھتا ہو، اس کو مشرک کہنا درست نہیں، اور نہ کوئی شخص ترک نماز سے کافر ہو جاتا ہے۔

"والکبیرة لاتخرج العبد المؤمن من الإیمان". (العقائد للنسفی)(۳)

ہاں بوجہ ارتکاب کبیرہ فاسق ہے۔

"(وتارکها عمدًا مجانة)أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم. (الدرالمختار)(۴)

== إعلم أن المراد بأهل القبلة الذین اتفقوا علی ماهومن ضروریات الدین کحدوث العالم وحشرالأجساد وعلم اللّٰه تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وماأشبه ذلک من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفی الحشرأونفی سبحانه وتعالیٰ بالجزئیات لایکون من أهل القبلة وأن المراد بعدم تکفیر أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لایکفرأحد مالم یوجدشیء من أمارات الکفروعلاماته ولم یصدرعنه شیء من موجباته.(شرح الفقه الأکبر،ص:۱۸۹.انیس)

(۱) (فمن ترکها فقد کفر)أی أظهرالکفروعمل عمل الکفر.(مرقاةالمفاتیح:۲۷۶/۲)

وأیضاً:أن الإیمان إذا کان عبارة عن التصدیق والإقرارینبغی أن لایصیرالمؤمن المقرالمصدق کافرًا بشیٔ من أفعال الکفروألفاظه.(شرح العقائد النسفیة،ص:۱۰۹،مبحث الکبیرة،طبع مکتبة خیرکثیر،آرام باغ،کراچی)

(۲) الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف:من ترک الصلاة متعمدًا: ۳۸۲،۳۸۱/۱،ط،إحیاء التراث العربی بیروت،لبنان

(۳) ص:۸۲،ط،کتاب خانہ مجیدیہ،بیرون بوہڑ گیٹ،ملتان

(۴) أول کتاب الصلاة:۳۵۲/۱،ط،سعید

حدیث ''من ترک الصلوٰۃ، الخ'' تشدید وتغلیظ پر مبنی ہے، یا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مسلمانوں جیسا نہیں، یہ مطلب نہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی:۴۷۹/۳)

کیا تارک نماز کافر ہے:

سوال: تارک نماز کے بارے میں بعض روایات اور ائمہ کے اقوال میں کفر کا اطلاق کیا گیا ہے، اس سے کیا مراد ہے۔

الجواب

لفظ کفر کبھی ضد ایمان پر بولا جاتا ہے اور کبھی ضد احسان پر بولا جاتا ہے، قسم اول کفر حقیقی کامل ہے۔ جس میں وہ پایا جائے، وہ ایمان سے خارج ہوجاتا ہے اور ملت اسلامیہ سے جدا شمار کیا جاتا ہے، بخلاف قسم ثانی کے، کہ اس پر اگرچہ لفظ کافر بولا جاتا ہے، مگر وہ نہ ملت اسلامیہ سے خارج ہوتا ہے اور نہ اس کی مطلقاً تکفیر کی جاتی ہے، وہ فاسق اور سخت گنہگار اور مرتکب کبیرہ ہے، چوں کہ کفر کلی مشکک ہے، اس لئے اس کے درجات مختلف ہیں، ہر درجہ پر لفظ کفر بولنا صحیح ہوگا، مگر ہر درجہ کو مفسد ایمان اور خارج کنندہ از ملت اسلامیہ قرار دینا غلط ہے۔ اس لئے امام بخاریؒ اور دوسرے ائمہ نے ''کفر دون کفر'' فرماکر یہ تصریح کردی ہے:

''ولایکفر صاحبها إلا بالشرک''. (۱)

الغرض کسی کو ایسا درجہ کفر کا دینا جس سے ایمان اور ملت اسلامیہ سے علیحدہ قرار دیا جائے، اس کے اس ہی درجہ کاملہ پر ہوسکتا ہے، جبکہ امور قطعیہ یقینیہ کا منکر ہوجائے، جیسے توحید کا یا رسالت کا انکار، یا ایسی دوسری باتوں کا جو دیا انکار کرنا، یا ایسا عمل کرنا جس سے ان قطعی باتوں کا انکار ٹپکتا اور لازم آتا ہو، اور اگر یہ درجہ نہ پایا جاتا ہو، تو اگرچہ اس پر لفظ کفر کا اطلاق کیا جائیگا، مگر اس کو نہ خارج از ملت اسلامیہ کہا جائیگا اور نہ اس کو ایمان سے بے تعلق قرار دیا جائیگا۔ یہی وہ مرتبہ ہے جس پر لفظ فسق کا اطلاق کیا جاتا ہے، کسی جگہ لفظ کفر کے اطلاق سے یہ سمجھنا کہ یہ شخص ایمان سے بالکل علیحدہ اور بیگانہ ہوگیا، سخت غلطی ہے۔ جس میں معتزلہ اور خوارج مبتلا ہوگئے ہیں۔

اسی لئے امام بخاری اور دوسرے ائمہ کو تصحیح کرنی پڑی کہ اس پر تنبیہ کردیں اور کہہ دیں کہ!

''المعاصی من أمر الجاهلية ولايكفر صاحبها بارتكابها إلا بالشرک''. (بخاری:۹/۱)(۲)

اور اسی بنا پر جمہور اہل سنت والجماعت کا متفقہ مسلک ہے کہ کبائر اور معاصی کی بنا پر کسی کو خارج از ملت اور خارج از

(۱-۲) الصحيح للبخاری، کتاب الإيمان، باب المعاصی من أمر الجاهلية، ولايكفر صاحبها بارتكابها إلا بالشرک.

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ أَن يُّشْرِكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَّشَاءُ﴾. (سورة النساء: ٤٨) انیس

ایمان نہیں کہا جائیگا، جب تک کہ اس سے قطعیات کا جحو د اور انکار ثابت نہ ہو جائے، پس تارک صلوٰۃ عمداً کے متعلق حدیث میں یا اقوال ائمہ میں لفظ کفر کا وارد ہونا کلی مشکک کے طور پر ہے، جو اگر چہ اطلاق حقیقی ہوتا ہے، کیوں کہ کلی مشکک کا اطلاق اپنے تمام افراد پر خواہ وہ قوی ہوں یا متوسط یا ضعیف، سب پر حقیقی ہوتا ہے، مگر اس کے تمام مراتب مختلفہ کو کفر ہی کہا جائے گا، البتہ ہر مرتبۂ کفر کو خارج از ملت اسلامیہ اور عدم ایمان قرار دینا سخت غلطی ہوگی، آپ نے جو عبارتیں نقل فرمائی ہیں، ان میں انہیں امور مذکورہ بالا درجات مختلفہ پر اہل سنت والجماعت کے یہاں اس کا اطلاق مبنی ہے، اگر کہیں اختلاف نظر آتا ہے، تو وہ لفظی ہے، حقیقی نہیں ہے، ہاں معتزلہ اور خوارج کے یہاں حقیقی ہے، جو اہل تبلیغ اس کے مخالف مسلک اختیار کر رہے ہیں، وہ غلط کار ہیں، کسی شخص پر کفر کا فرد کامل اطلاق کر کے اس کو غیر مومن قرار دینا اور خارج از ملت بتلانا، اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کو خالد ابدی جہنم میں بتایا جائے، اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ اس کے لئے کبھی بھی دخول جنت نہ ہوگا، حالانکہ جس شخص کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان متحقق ہوگا، وہ ضرور بالضرور کسی نہ کسی وقت نجات عن النار حاصل کر کے مشرف بالجنت ہوگا، یہ درجہ تو شفاعت من النبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ہے اور پھر اس سے بھی کم درجہ ایمان کا موجب نجات بحثیات اللہ سبحانہ ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ لپ بھر کر خطا کاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا)

لہٰذا ایسی تکفیر بہت ہی زیادہ قابل احتیاط اور مستحق غور وفکر ہے، اسی بنا پر علماء کلام انتہائی احتیاط برتتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لانکفر أحدًا من أهل القبلة".(۱)

اور فرماتے ہیں:

اگر کسی شخص کے قول وفعل میں ۹۹ وجوہ کفر کی پائی جائیں اور ایک احتمال ایمان کا پایا جائے، تو اس کی تکفیر نہ کرنی چاہئے۔(۲)

---

(۱) لانکفر أحدًا من أهل القبلة بذنب مالم يستحله ولا نقول: لايضر مع الإيمان ذنب لمن عمله.(العقيدةالطحاوية. انيس)

وفی جمع الجوامع وشرحه: ولانكفر أحدًا من أهل القبلة ببدعة كمنكرى صفات الله تعالىٰ وخلقه أفعال عبادته وجوازرؤيته يوم القيامة ومِنَّا من كَفَّرَهُم أمامن خرج ببدعته من أهل القبلة كمنكرى حدوث العالم والبعث والحشر للأجسام والعلم بالجزئيات فلانزاع فى كفرهم لإنكارهم بعض ماعلم مجيء الرسول به ضرورةً.(البحرالرائق شرح كنزالدقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۳۷۱/۱-۳۷۲، دارالكتاب الإسلامى. انيس)

(۲) وفى الفتاوىٰ الصغرىٰ: الكفرشيء عظيم فلاأجعل المؤمن كافرًامتى وجدت روايةأنه لايكفر، اھ، وفى الخلاصة وغيرها: إذاكان فى المسألة وجوه توجب التكفير ووجه واحد يمنعه فعلى المفتى أن يميل إلى الوجه الذى يمنع التكفير تحسينًاللظن بالمسلم، زادفى البزازية: إلاإذاصرح بإرادةموجب الكفر فلاينفعه التأويل. ==

جو لوگ تصدیق قلبی ضروریات دین کی کرتے ہوئے اقرار باللسان عمل میں لاتے ہیں، مگر تمام عمر انھوں نے چہرہ قبلہ کی طرف نہ کیا اور نہ نماز پڑھی، ان کو اہل قبلہ سے نکالنا ہرگز صحیح نہیں ہے۔(۱)

کیا آپ ان آیات اور احادیث سے غافل ہیں جو مجرد ایمان پر نجات کی گواہیاں دے رہی ہیں، کم از کم حدیث بطاقہ (۲) (وہ کاغذ، پرچہ جس میں "لا إلٰه إلا اللّٰه" لکھا ہوگا، جو اعمال نامہ کے ترازو پر بھاری ہوگا) پر غور فرمائیں اور

== ...والذی تحرر أنه لایفتی بکفرمسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن أو کان فی کفره اختلاف ولو روایة ضعیفة.الخ.(البحرالرائق،کتاب السیر،باب أحکام المرتدین: ١٣٤/٥ـ١٣٥،دارالکتاب الإسلامی. وکذا فی رد المحتار، کتاب الجهاد،باب المرتد: ٢٢٤/٤،دارالکتب العلمیة/فتح القدیر،کتاب الحدود :٣١٥/٥،دارالفکر،انیس)

(۱) الإیمان: التصدیق بجمیع ماجاء به محمدصلی اللّٰه علیه وسلم عن اللّٰه تبارک وتعالیٰ مماعلم مجیئه به ضرورةوهل هوفقط أومع الإقرار،قولان:فأکثرالحنفیة علی الثانی،والمحققون علی الأول والإقرارشرط إجراء أحکام الدنیابعدالاتفاق علی أنه یعتقدمتی طولب به أتی به فإن طولب به فلم یقرفهو کفرعناد والکفر الستر وشرعاً تکذیب محمدصلی اللّٰه علیه وسلم فی شیء ممایثبت عنه ادعاؤه ضرورة.(البحرالرائق شرح کنز الدقائق،کتاب السیر،باب احکام المرتدین:١٢٩/٥،دارالکتب العلمیة.انیس)

(۲) زیدبن خالدالجهنی قال:أرسلنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقال:بشرالناس أنه من قال:لاإله إلااللّٰه لا شریک له،دخل الجنة.(المعجم الأوسط للطبرانی،باب المیم،من اسمه محمدبن الحسین ابن بنت رشدین(ح:٦٤٦٨) انیس)

أبو ذرقال:أتیت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهونائم علیه ثوب أبیض ثم أتیته فإذاهونائم ثم أتیته وقداستیقظ فجلست إلیه فقال:مامن عبدقال لاإله إلااللّٰه ثم مات علی ذلک إلادخل الجنةقلت:وإن زنیٰ وإن سرق قال:وإن زنیٰ وإن سرق...الخ.(الصحیح لمسلم،کتاب الإیمان،باب من مات لایشرک باللّٰه شیئاًدخل الجنة...(ح: ٩٤)/ الصحیح للبخاری،کتاب اللباس،باب الثیاب البیض (ح:٥٤٨٩)انیس)

﴿حدیث البطاقة﴾

عبداللّٰه بن عمروبن العاص قال:قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم:إن اللّٰه سیخلص رجلاًمن أمتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامة فینشرعلیه تسعة وتسعین سجلاً،کل سجل مثل هذا،ثم یقول: أتنکرمن هذاشیئاً؟أظلمک کتبتی الحافظون ؟فیقول:لایارب،فیقول:ألک عذر؟فیقول:لایارب،فیقول:بلی،إن لک عندناحسنة ،وإنه لاظلم علیک،فیخرج بطاقة فیهاأشهدأن لاإله إلااللّٰه وأشهدأن محمداعبده ورسوله،فیقول:ماهذه البطاقةمع هذه السجلات؟فقال:إنک لاتظلم،قال:فتوضع السجلات فی کفة،والبطاقةفی کفة،فطاشت السجلات وثقلت البطاقة ولایثقل من اسم اللّٰه شیء.(المستدرک للحاکم،الإیمان،فضیلة شهادةأن لاإله إلااللّٰه وثقلهافی المیزان(ح: ٩)/سنن الترمذی،کتاب الإیمان عن رسول اللّٰه،باب ماجاء فیمن یموت وهویشهدأن لاإله إلااللّٰه (ح:٢٦٣٩)/سنن ابن ماجة،کتاب الزهد،باب مایرجی من رحمةالله یوم القیامة (ح: ٤٣٠٠)/المعجم الأوسط للطبرانی،باب العین،من اسمه عبدالرحمن،عبدالرحمن بن حاتم المرادی(ح:٤٧٢٢)انیس)

ان آیات واحادیث پر غور کریں، جو ہم نے رسالہ مذکورہ (اس سے مراد ''ایمان وعمل'' ہے) میں ذکر کردی ہیں۔شرط کسی امر کا کفر ہونا اور بات ہے اور مرتکب کا کافر اور مشرک ہونا دوسری بات ہے، لوگ اس میں بہت کم تمیز کرتے ہیں، جس شخص کے کفر اور شرک کا تحقق ہو جائے، ضروری نہیں ہے کہ عنداللہ بھی کافر اور مشرک قرار دیا جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے الواح توریت کو پٹک دیا، یہاں تک کہ بعض ٹوٹ گئیں، کمافی بعض التفاسیر (۱)، اور حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر پکڑ کر کھینچ کر گرا دیا، (۲) مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مراتب عالیہ میں ذرا بھی فرق نہیں آیا، یوم محشر میں قبطی کے قتل پر جو کہ کافر حربی تھا، ان کو خوف ہوگا، مگر ان دو امور مذکورہ بالا کا تذکرہ بھی نہیں فرمایا۔پس غور فرمائیے اور جلد بازی سے کام نہ لیجئے۔

مودودی صاحب نے مثل خوارج ومعتزلہ بہت جلد بازی سے کام لیا، اب تاویلیں کرتے ہیں کہ میں نے تغلیظاً اور تخویفاً کہا ہے، مگر یہ تاویل چل نہیں سکتی ہے۔

(مخطوطات مبارکہ، ص:۱۱۲)۔(فتاویٰ شیخ الاسلام:۵۱-۵۳)

تارک صلاۃ کافر نہیں ہے:

سوال: زید کلمہ پڑھتا ہے اور مسلمانوں کے تمام کام کرتا ہے، مگر نماز نہیں پڑھتا، یعنی تارک فرض ہے، منکر فرض نہیں، جب اس سے کہا جاتا ہے کہ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو جواب دیتا ہے کہ پڑھا کروں گا، میں جو نماز نہیں پڑھتا تو بے شک بہت گناہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کرے کہ میں نمازی ہو جاؤں، آیا ایسے شخص مذکور کو مسلمان کہیں یا کافر؟

(المستفتی:۱۳۶۸، محمد احمد صاحب، دہلی۔۱۵/ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ۔مطابق ۲۷/فروری ۱۹۳۷ء)

الجواب

جو شخص نماز کی فرضیت کا اقرار کرتا ہے اور ترک نماز کو گناہ سمجھتا ہے، وہ مسلمان ہے، اس کو ترک نماز کی بنا پر کافر کہنا نہیں چاہئے، حنفیہ کا یہی مذہب ہے، ہاں بعض علما نے زجر کے طور پر ایسے شخص کو کافر کہہ دیا ہے۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔(کفایت المفتی:۳/۳۸۴)

(۱) یقول کثیر من المفسرین: إنها لما ألقاها تکسرت، ثم جمعها بعدها.(تفسیر القرآن الکریم لابن کثیر، سورۃ الأعراف:۱۵۴، ج:۳/ص:۴۷۸، دار طیبة.انیس)

(۲) ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ﴾.(سورۃ الأعراف:۱۵۰)انیس)

(۳) (وتارکها عمدًا مجانة) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)...وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم، وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حدًا وقیل: کفرًا.(التنویر وشرحه علی صدر ردالمحتار، کتاب الصلاة:۱/۳۵۲-۳۵۳، ط:سعید)

تارک نماز کو کافر کہنا کیسا ہے:

سوال: حدیث "من ترک الصلاۃ متعمدًا فقد کفر" کو پیش کر کے تارک نماز کو کافر کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

ترک صلوٰۃ کافروں جیسا فعل ہے، جس سے مسلمان کو بچنا چاہئے۔ جب تک کوئی شخص نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے، اس کو کافر کہنا درست نہیں ہے، مسلمانوں کو کافر کہنا بڑا گناہ ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی ۳/۱/۲/۱۳۷۲ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۲۲/۲)

نماز چھوڑنے والے کا حکم:

سوال: تارک صلوٰۃ جو ہمیشہ نماز چھوڑ دیتا اور سال بھر میں کبھی نہیں پڑھتا ہے، اس کے حق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اربعہ کیا فرماتے ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــ

تارک صلوٰۃ عمداً کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سخت الفاظ فرمائے ہیں، حدیث میں ہے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، وہ کافر ہو گیا، اور امام احمد بن حنبل اس کے کفر کے قائل ہیں، اگرچہ فقہائے حنفیہ نے اسے کافر نہیں کہا، لیکن وہ بھی یہ فرماتے ہیں کہ اسے قید میں ڈال دیا جائے اور جب تک توبہ نہ کرے، جیل خانے میں رکھا جائے۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ مار مار کر اس کا جسم زخمی کر دیا جائے اور امام شافعی اس کو حداً یا کفراً قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۴۷۸/۳)

تارک نماز کا حکم:

سوال: جو بلا عذر شرعی نماز کو ترک کرے، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ اور اس کے ساتھ اختلاط اور ساتھ کھانا پینا اور

(۱) ایسا شخص فاسق ہے، جب تک وہ نماز کے فرض ہونے کا انکار نہ کرے، اسے کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔[مجاہد]

أی أظهر الکفر وعمل عمل أهل الکفر فإن المنافق نفاقًا اعتقادیًا کافر فلا یقال في حقه کفر.(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ۹۸۳/۱)

(۲) (وتارکها مجانة)أی تکاسلاً فاسق(یحبس حتی یصلی)لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق،وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم،وعند الشافعی یقتل بصلاۃ واحدۃ حدًا وقیل کفرًا.(الدر المختار متن رد المحتار،أول کتاب الصلاۃ: ۳۵۲/۱-۳۵۳،ط:سعید)

بولنا کیسا ہے؟ اور اگر زوجین میں ایک ایسا ہو، تو نکاح باقی رہے گا یا نہیں، اور صحبت حرام ہوگی یا حلال، اور اولاد کیسی ہوگی، اور اگر بعد مرنے اس شخص کے، زجراً اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں، تو کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

نماز فرض عین ہے، ہر مکلّف کو اس کا ادا کرنا ضروری ہے، جو شخص اس کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہے، مگر بلا عذر شرعی سستی وغیرہ کی وجہ سے اس کو ترک کرتا ہے، ساتھ ہی اس کو عقاب کا خوف بھی ہے، وہ شخص شرعاً فاسق ہے، کافر نہیں ہے۔

اول اس کو سمجھایا جائے اور نماز کی اس کو تاکید کی جائے، اگر مان جائے بہتر، ورنہ اس سے تعلقات ترک کر دیئے جائیں، حتیٰ کہ تنگ آ کر ترک نماز سے توبہ کر لے اور آئندہ مداومت کے ساتھ نماز پڑھے۔

اگر وہ نماز کو فرض نہیں سمجھتا، بلکہ فرضیت کا منکر ہے اور استخفافاً اس کو ترک کرتا ہے اور آئندہ قضا کی نیت نہیں رکھتا، نہ اس کو خوف عقاب ہے، تو ایسا شخص شرعاً کافر ہے۔ (۱) ایسے شخص کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، زوجہ کو اس سے علیحدہ رہنا ضروری ہے، جب تک تجدید نکاح و تجدید ایمان نہ کرے، صحبت حرام ہوگی۔ (۲) اور اس کے جنازہ کی نماز ناجائز ہے۔ (۳)

"**ویکفر بترک الصلاة متعمدًا غیر ناوٍ للقضاء، وغیر خائفٍ من العقاب**". (بحر: ۱۲۲/۵) (۴)

اور نماز کو فرض سمجھتے ہوئے نہ پڑھنے والے شخص کے جنازہ پر صلوٰۃ جنازہ پڑھی جائے گی۔ (۵)

---

(۱) (هی فرض عین علی کل مکلف) الخ (ویکفر جاحدها) لثبوتها بدلیل قطعی (وتارکها عمدًا مجانةً) أی تکاسلاً فاسق (یحبس حتی یصلی)؛ لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق". (الدر المختار علی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۳۵۱/۱-۳۵۲، سعید)

(۲) "وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی: ما یکون کفرًا اتفاقاً یبطل العمل والنکاح، وأولاده أولاد زنا، وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح". (الدر المختار)

قال ابن عابدین: "(قوله: وأولاده أولاد زنا) کذا فی فصول العمادی، لکن ذکر فی نور العین: ویجدد بینهما النکاح إن رضیت زوجته بالعود إلیه، وإلا فلا تجبر". (رد المحتار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب جملة من لا یقتل إذا ارتد: ۲۴۶/۴-۲۴۷، سعید)

(۳) "(وهی فرض عین علی کل مسلم مات خلا) أربعة (بغاة) آه". (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب هل یسقط فرض الکفایة الخ: ۲۱۰/۲، سعید)

("وشرطها: إسلام المیت وطهارته آه ... ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة صغیرًا کان أو کبیرًا، ذکرًا کان أو أنثی حرًا کان أو عبدًا، إلا البغاة وقطاع الطریق ومن یمثل حالهم". (الفتاویٰ العالمگیریة، کتاب الصلوٰة، باب الجنائز، الفصل الخامس فی الصلاة علی المیت: ۱۶۲/۱-۱۶۳، رشیدیة)

(۴) البحر الرائق، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین: ۲۰۶/۵، رشیدیة

(۵) "(وهی فرض عین علی کل مسلم مات خلا) أربعة". (الدر المختار، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب هل یسقط فرض الکفایة الخ: ۲۱۰/۲، سعید)

اگر کوئی بڑا شخص دوسروں کی تنبیہ اور زجر و عبرت کے لئے اس پر نماز نہ پڑھے، تو مضائقہ نہیں۔ (۱) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور، ۱۳۵۴ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۳۰۷-۳۰۸)

بے نمازی کا حکم:

سوال: مجھے یہ چیز سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ بے نمازی کے لیے اسلام کے کیا احکامات ہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک یہ (حکم) ہے کہ اسے قتل کیا جائے، کیا یہ سچ ہے؟ اور اسی طرح سنا ہے کہ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ اسے (بے نمازی کو) مار ڈالا جائے، اس کی لاش کو گھسیٹ کر شہر سے باہر پھینک دیا جائے، کیا یہ بھی حقیقت ہے؟ ویسے زیادہ لوگوں سے میں نے یہ سنا ہے کہ وہ اس وقت تک کافر نہیں ہوتا، جب تک کہ وہ اپنی زبان سے یہ نہ کہہ دے کہ میں نماز نہیں پڑھتا، یعنی اگر وہ زبان سے کہہ دے کہ 'میں نماز نہیں پڑھتا'، تو کافر ہو جاتا ہے، ورنہ چاہے نماز پڑھے یا نہ پڑھے، وہ کافر نہیں ہوتا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ کافر یا مرتد نہیں ہوتا، تو اسے قتل کا حکم کیوں دیا جاتا ہے؟ جب کہ قرآن مجید میں بھی کسی مسلمان کے قتل کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔

برائے مہربانی مجھے امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو حنیفہ اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمہم اللہ کے بے نمازی کے بارے میں جو صحیح صحیح احکامات ہیں، بتا دیں مع حوالہ کے؟ بہت مہربانی ہوگی۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

تارک صلوٰۃ اگر نماز کی فرضیت ہی کا منکر ہو، تو باجماع اہل اسلام کافر و مرتد ہے۔ (الا یہ کہ نیا مسلمان ہوا ہو، اور اسے فرضیت کا علم نہ ہو سکا ہو، یا کسی ایسے گوردہ میں رہتا ہو کہ وہ فرضیت سے جاہل رہا ہو، اس صورت میں اس کو فرضیت سے آگاہ کیا جائے گا، اگر مان لے تو ٹھیک، ورنہ مرتد اور واجب القتل ہوگا) اور جو شخص فرضیت کا تو قائل ہو، مگر سستی کی وجہ سے پڑھتا نہ ہو، تو امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحہم اللہ کے نزدیک

---

(۱) ”ورجح الكمال قول الثانی بما فی مسلم: ”أنه عليه الصلاة والسلام أتى برجل قتل نفسه، فلم يصل عليه“. (الدر المختار) ”أقول: قد يقال: لا دلالة فی الحديث علىٰ ذلک؛ لأنه ليس فيه سوى أنه عليه الصلاة والسلام لم يصل عليه، فالظاهر أنه امتنع زجرًا لغيره عن مثل هذا الفعل، كما امتنع عن الصلاة على المديون، ولا يلزم من ذلک عدم صلاة أحد عليه من الصحابة، إذ لا مساواة بين صلاته وصلاة غيره. قال تعالىٰ: ﴿إِنَّ صَلاَتَکَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ (سورة التوبة: انيس) ثم رأيت فی شرح المنية بحثاً كذلک“. (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجنائز، مطلب هل يسقط فرض الكفاية الخ: ۲/۲۱۱، سعيد)

والحديث أخرجه الترمذی، كتاب الجنائز، باب ماجاء فيمن قتل نفسه لم يصلِّ عليه (ح: ۱۰۶۸) انيس

وہ مسلمان تو ہے، مگر بدترین فاسق ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ مرتد ہے، اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور نماز پڑھنے کے لیے کہا جائے، اگر نماز پڑھنے لگے تو ٹھیک، ورنہ ارتداد کی وجہ سے اس کو قتل کیا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے، غرض اس کے احکام مرتدین کے ہیں۔

امام مالک، امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت کے مطابق اگرچہ بے نمازی مسلمان ہے، مگر اس جرم یعنی ترک صلوٰۃ کی سزا قتل ہے، الا یہ کہ وہ شخص توبہ کرلے، لہٰذا اس کو تین دن کی مہلت دی جائے اور ترک نماز سے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے، اگر توبہ کرلے، تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجائے گی، ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا اور قتل کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور اس کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جائے گا۔

الغرض اگر بے نمازی توبہ نہ کرے، تو ان حضرات کے نزدیک اس کی سزا قتل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بے نمازی کو قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس کو ہمیشہ قید رکھا جائے گا اور روزانہ اس کے جوتے لگائے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ ترک نماز سے توبہ کرلے۔

ان مذاہب کی تفصیل فقہ شافعی کی کتاب شرح مہذب (ج:۳، ص:۱۶)(۱) اور فقہ حنبلی کی کتاب المغنی (ج:۲، ص:۲۹۸، مع الشرح الکبیر)(۲). اور فقہ حنفی کی کتاب فتاویٰ شامی (ج:۱ص:۳۵۲)(۳) میں ہے۔

جو حضرات بے نمازی کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں، ان کا استدلال یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا جرم ہے، اس کے علاوہ

---

(۱) (فرع)فی مذاهب العلماء فیمن ترک الصلوٰة تکاسلاً مع اعتقاد وجوبها:" فمذهبنا المشهورما سبق أنه يقتل حدًا ولايكفر،وبه قال مالک و الأكثرون من السلف والخلف،وقالت طائفة يكفر،ويجرى عليه أحكام المرتدين فی كل شئ،وهومروى عن علی بن أبی طالب وبه قال ابن المبارک وإسحاق بن راهويه وهوأصح الروايتين عن أحمد،وبه قال منصورالفقيه من أصحابنا كما سبق،وقال الثورى وأبوحنيفة وأصحابه وجماعة من أهل الكوفة والمزنی:لا يكفر ولايقتل بل يعزرويحبس حتى يصلی واحتج لمن قال بكفره بحديث جابررضی اللّٰه عنه قال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول:" إن بين الرجل وبين الشرک والكفرترک الصلاة ".(المجموع شرح المهذب:۱۶/۳،فرع فی مذاهب العلماء،طبع:دارالفكر)

(۲) ومن ترک الصلاة وهوبالغ عاقل جاحدًا لها أوغير جاحد دعی إليها فی وقت كل صلاة ثلاثة أيام فإن صلّٰى وإلاّ قُتِل،وجملة ذلک أن تارک الصلاة لايخلوإما أن يكون جاحدًا لوجوبها أوغيرجاحد،فإن كان جاحدًا لوجوبها نظر فيه فإن كان جاهلاً به وهوممن يجهل ذلک كحديث الإسلام و الناشیء ببادية عرف وجوبها وعلم ذلک ولم يحكم بكفره؛لأنّه معذورفإن لم يكن ممن يجهل ذلک كالناشیء من المسلمين فی الأمصاروالقرىٰ لم يعذرولم يقبل منه ادعاء الجهل وحكم بكفره؛لأن أدلة الوجوب ظاهرة فی الكتاب والسنة،والمسلمون يفعلونها على الدوام فلا يخفى وجوبها على من هذا حاله،ولايجحدها إلاّ تكذيباً للّٰه تعالىٰ و لرسوله وإجماع الأمّة،وهذا يصيرمرتدًا عن الإسلام ،حكمه حكم سائرالمرتدين فی الاستتابة و القتل ولا أعلم فی هذا خلافاً.(المغنی:۲۹۸/۲،باب الحكم فيمن ترک الصلاة)

(۳) "وقال أصحابنا فی جماعة منهم الزهرى:لايُقتل بل يعذر(صوابه يعزر،بالزاء)ويحبس حتى يموت أو يتوب(قوله وعند الشافعی يُقتل)وكذا عند مالک وأحمد،وفی رواية عن أحمد،وهی المختارة عند جمهورأصحابه أنه يُقتل كفرًا،وبسط ذلک فی الحلية".(رد المحتار:۳۵۲/۱-۳۵۳،أول كتاب الصلاة)

ان کے اور بھی دلائل ہیں۔حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب دیکھنے کا موقع نہیں ملا، مگر وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد ہیں، اور میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت میں یہ مرتد ہے اور اس کے ساتھ مرتدین جیسا سلوک کیا جائے گا۔اس لیے اگر حضرت پیران پیر رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہو کہ بے نمازی کا کفن دفن نہ کیا جائے، بلکہ مردار کی طرح گھسیٹ کر اس کو کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے،تو ان کے مذہب کی روایت کے عین مطابق ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل:۳/۱۸۳۔۱۸۴)

نماز چھوڑنے والوں کا حکم:

سوال: جو مسلمان نماز نہ پڑھتا ہو، وہ حدیث:"**من ترک الصلاة متعمدًا،فقد کفر**" (۱) کے ماتحت مسلمان کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں؟اور ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا دوستی رکھنا یا میل جول پیدا کرنا اور اس کے جوٹھے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدا و مصلیاً

جو شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہے، یا نماز کو استخفاف واہانت کی نیت سے ترک کرتا ہے، یا بلا عذر نماز ترک کرتا ہے اور قضا کی نیت نہیں رکھتا اور خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتا، وہ شخص شرعاً کافر ہے اور جو شخص خدا کے عذاب سے ڈرتا ہے ،قضا کی نیت رکھتا ہے،فرضیت کا منکر نہیں، بلکہ معتقد ہے،نماز کی تحقیر واہانت نہیں کرتا،البتہ سستی یا غفلت کی وجہ سے کبھی وقت سے ٹلا دیتا ہے،تو ایسا شخص شرعاً کافر نہیں،اگر چہ وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے:

"**(هي فرض عين على كل مكلف)الخ(ويكفر جاحدها)لثبوتها بدليل قطعي(وتاركها عمدًا مجانةً)أي تكاسلاً فاسق**".(درمختار)(۲)

"**ويكفر بترك الصلاة متعمدًا غير ناوٍ للقضاء وغير خائف من العقاب،آه.** (بحر:۵/۱۲۲)(۳)

فقط واللّٰه سبحانه تعالىٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم،سہارنپور۔۱۲/۵/۱۳۵۸ھ۔الجواب صحیح:سعید احمد غفرلہ۔ صحیح:عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم،سہارنپور،۱۳/جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ۔(فتاویٰ محمودیہ:۵/۳۰۹)

---

(۱) والحديث بتمامه :"من ترک الصلاة متعمدًا،فقد كفر جهارًا". طبراني في الأوسط.(فيض القدير:رقم الحديث:۸۵۸۷:۱۱/۵۷۳۸،نزار مصطفى الباز،رياض)

أخرج الإمام أحمد في مسنده بهذه الألفاظ:"عن أم أيمن رضي الله تعالى عنها:أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال: "لا تترکي الصلٰوة متعمدًا ، فإنه من ترک الصلٰوة متعمدًا ، فقد برئت منه ذمة الله ورسوله".(مسند الإمام أحمد:۷/۵۷۲،رقم الحديث:۲۶۶۸۱۸،دار إحياء التراث العربي،بيروت)

(۲) الدر المختار،أول كتاب الصلاة:۱/۳۵۱۔۳۵۲، سعيد

(۳) البحر الرائق،كتاب السير، باب أحكام المرتدين:۵/۲۰۶،رشيدية

تارک صلاۃ فاسق اور گنہگار ہے:

سوال: عام مسلمان سالہا سال بالکل نماز نہیں پڑھتے، کبھی سال کے بعد بعض مسلمان رمضان شریف میں نماز صرف ایک ماہ کے لئے پڑھ لیتے ہیں، بعدازاں پھر چھوڑ دیتے ہیں، اور بعض ایسے ہیں کہ جمعۃ الوداع اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ پڑھ لیتے ہیں، پھر کنارے ہوجاتے ہیں، اور بہتیرے مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہ ارکان خمسہ سے بالکل ناواقف ہیں اور جنھوں نے اپنی حیات میں اپنے سر کو سجدہ کے لئے نہیں جھکایا ہے، اور پھر وہ اپنے آپ کو مسلمان بننے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ آیا کہ تارک الصلوٰۃ شرعاً کافر ہے یا گنہگار ہے، اگر تارک الصلوٰۃ مر جائے، شرع شریف کے قانون سے اس شخص کا جنازہ پڑھنا درست ہے یا کہ نہیں؟

(المستفتی: ۲۴۶۹، وزیر حسین صاحب (لاہور چھاؤنی) ۵/صفر ۱۳۵۸ھ م ۲۷/مارچ ۱۹۳۹ء)

الجواب

ترک نماز گناہ کبیرہ اور قریب بکفر ہے، لیکن جو شخص کہ فرضیت نماز کا منکر نہ ہو، صرف تارک ہو، وہ فاسق اور انتہا درجہ کا گنہگار ہے، مگر کافروں کے احکام اس پر جاری نہیں ہونگے، بے نمازی کا جنازہ ایک دو مسلمان پڑھ کر دفن کردیں اور مسلمان زجراً شریک نہ ہوں، تو یہ جائز ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۳/۴۸۸)

تارک صلاۃ کافر نہیں، بلکہ فاسق ہے:

(الجمعیۃ مورخہ ۱۴/فروری ۱۹۲۷ء)

سوال: وہ کلمہ گو مسلمان جس نے عمر بھر نماز نہیں پڑھی اور سیکھی بھی نہیں، مگر عقیدۃً نماز کو اچھا سمجھتا رہا، اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

الجواب

اگر وہ شخص توحید و رسالت اور ان چیزوں پر ایمان رکھتا تھا، جن پر ایمان رکھنا ضروری ہے، نماز کو فرض سمجھتا تھا، تو صرف اس وجہ سے کہ اس نے نماز کبھی نہیں پڑھی اور نہ سیکھی، کافر نہیں ہوگا، ہاں وہ فاسق ضرور ہے، مگر کفر کا حکم اس پر کرنا جائز نہیں، البتہ اگر وہ نماز کی فرضیت سے بھی منکر ہو، تو بلا شبہ کافر قرار دیا جائے گا۔ (۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ غفرلہ۔ (کفایت المفتی: ۳/۴۹۲)

(۱-۲) (وتارکها عمدًا مجانة) أی تکاسلا فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنه یحبس لحق العبد فحق الحق أحق. (تنویر الأبصار مع شرحه الدر المختار علی صدر رد المحتار، أول کتاب الصلاة: ۱/۳۵۲، ط: سعید)

قصداً تارک الصلاۃ کافر نہیں، البتہ فاسق وفاجر ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو آدمی قصداً نماز ترک کریں، تو وہ کافر بن جاتا ہے یا نہیں، قصداً تارک الصلاۃ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: محمد ادریس پرائمری اسکول، نیوکیمپ پشاور)

الجواب

عمداً تارک الصلاۃ حنابلہ کے نزدیک کافر اور مرتد ہے، لیکن جمہور کے نزدیک فاسق اور فاجر ہے۔(۱) کیونکہ قرآن وحدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اعمال، ایمان سے خارج ہیں، کما فصل فی موضعہ، لہٰذا تارک الصلاۃ کافر نہ ہوگا، اور "وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ"(۲) کی عبارت، اشارت، دلالت، اقتضاء اور اعتبار کسی ایک سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ تارک الصلاۃ مشرک یا کافر ہے اور بر تقدیر تسلیم یہ آیت استحلال یا تشدد پر محمول ہوگی، تاکہ دیگر آیات سے متعارض نہ ہو۔(۳) وهو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۱۳۹/۲-۱۴۰)

قصداً نماز چھوڑنے والے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو شخص قصداً ایک نماز قضا کر لے، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے

(۱) قال العلائی: (و يكفر جاحدها) لثبوتها بدليل قطعي (وتاركها عمدًا مجانة) أي تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي)؛ لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق، وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم، وعند الشافعي يقتل بصلاة واحدة حدًا، وقيل كفرًا. (الدر المختار)

قال ابن عابدين: (قوله وعند الشافعي يقتل) وكذا عند مالك وأحمد، وفي رواية عن أحمد، وهي المختارة عند جمهور أصحابه أنه يقتل كفرًا، وبسط ذلك في الحلية. (رد المحتار، أول كتاب الصلاة: ۱/۲۵۲، ۲۵۳)

(۲) قال الله تعالى: ﴿"مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾. (سورة الروم: الآية: ۳۱، الجزء: ۲۱، الركوع: ۷)

(۳) قال العلامة على القاري: (ولا نكفر) أي لا ننسب إلى الكفر (مسلماً بذنب من الذنوب) أي بارتكاب معصية (وإن كانت كبيرة) أي كما يكفر الخوارج مرتكب الكبيرة (إذا لم يستحلها) أي لكن إذا لم يكن يعتقد حلها؛ لأن من استحل معصية قد ثبتت حرمتها بدليل قطعي فهو كافر (ولا نزيل عنه اسم الإيمان) أي ولا نسقط عن المسلم بسبب ارتكاب كبيرة وصف الإيمان، كما يقوله المعتزلة حيث ذهبوا إلى أن مرتكب الكبيرة يخرج عن الإيمان ولا يدخل في الكفر الخ ومن المعلوم أن السب دون القتل، نعم لو استحل السب أو القتل فهو كافر لا محالة، وعلى تقدير ثبوت الحديث فيجب أن يؤول كما أول حديث "من ترك الصلاة متعمدًا فقد كفر" و الحاصل أن الفسق والعصيان لا يزيل الإيمان فيصير كافرًا ولا واسطة. (شرح الفقه الأكبر للقاري، ص: ۷۱، ۷۲، الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان)

فتویٰ کے مطابق وہ کافر اور امام شافعی رحمہ اللہ اس کے قتل کا حکم دیتے ہیں، اور امام اعظم رحمہ اللہ اس کے ہمیشہ قید رکھنے کو واجب جانتے ہیں، یہ تو ایک نماز چھوڑنے کا فتویٰ ہے، جو شخص ہمیشہ نہ پڑھے، یا کئی سالوں تک نہ پڑھے، اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے؟ اور اس کے ساتھ کافروں کا سا معاملہ کیا جائے یا کیا؟ بینوا تو جروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ترک صلاۃ بدون انکار فرضیت، کفر کا موجب نہیں ہے، اس کے ساتھ کفار کا معاملہ نہیں کیا جائے گا، البتہ اس کی اصلاح کی ہر ممکن کوشش کرنا فرض ہے۔ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم، ملتان۔ (فتاویٰ مفتی محمود: ۱/۸۸۸-۸۸۹)

سستی وغفلت سے صلاۃ مفروضہ کے ترک کرنے والے کا حکم:

سوال: اگر کوئی شخص از روئے غفلت اور سستی کے، صلاۃ مفروضہ کو ترک کرتا جائے اور اس کی فرضیت کا انکار نہ کرے، تو ایسا شخص از روئے شرع شریف کے، دائرۂ اسلام میں داخل ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــ

تارک صلاۃ از روئے غفلت، باتفاق اہل سنت والجماعت مومن وفاسق ہے، نہ کہ کافر۔

كما فى الطحطاوى على الدر: "(وتاركها عمدًا مجانةً) أى تكاسلاً فاسق". (۲)

"ولانكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولانزيل عنه اسم الإيمان". (۳)

وفى شرح العقائد النسفية:

لا تخرج العبد المؤمن من الإيمان لبقاء التصديق الذى هو حقيقة الإيمان خلافاً للمعتزلة حيث زعموا أن مرتكب الكبيرة ليس بمؤمن ولا كافر وهذا هو المنزلة بين المنزلتين بناءً علىٰ أن الأعمال عندهم جزء من حقيقة الإيمان ولاتدخله أى العبد المؤمن فى الكفر". (۴)

"واعلم أن مذهب أهل الحق: أنه لايكفر أحد من أهل القبلة بذنب ولايكفر أهل الأهواء و البدع". (۵)

(۱) كما فى تفسير المظهرى: أجمع الأمة علىٰ أنها فريضة قطعية يكفر جاحدها، وأما تارك الصلاة عمدًا فقال أبو حنيفة: لايقتل لكن يحبس أبدًا حتى يموت أو يتوب، مسئلة الصلاة فريضة قطعية يكفر جاحدها وهل يكفر تاركها بغير عذر، تحت قوله تعالىٰ: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ﴾ (ج: ۱، ص: ۳۳۴، مكتبة بلوچستان بكڈپو، كوئٹة)

(۲) الطحطاوى على الدر، كتاب الصلاة: ۱/۱۷۰۔

(۳) شرح الفقه الأكبر، بحث أن الكبيرة لاتخرج المؤمن عن الإيمان، ص: ۱۱۷۔

(۴) شرح العقائد، ص: ۱۰۷۔

(۵) النووى شرح مسلم، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان: ۱/۱۸۷۔

”واعلم أن مذهب أهل السنة وما عليه أهل الحق من السلف والخلف: أن من مات موحدًا دخل الجنة قطعاً علىٰ كل حال (إلىٰ قوله) وقد تظاهرت أدلة الكتاب والسنة وإجماع من يعتد به من الأمة علىٰ هذه القاعده وتواترت بذلك نصوص تحصل العلم القطعي“. (۱)

الحاصل مندرجہ بالا دلائل سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ صلاۃ مفروضہ کو از روئے غفلت ترک کرنے والا باتفاق اہل سنت والجماعت مومن وفاسق ہے، نہ کہ کافر، اور سزایابی کے بعد بہشت میں جانے والا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

حررہ اسماعیل بسم اللہ عفی اللہ عنہ

الجواب صحیح: محمد فیض اللہ غفرلہ، چھوٹی ارکان مسجد ۴۰ رگلی رنگون، نائب صدر تحفظ مساجد واسلام،

الجواب صحیح: محمد یعقوب غفرلہ، اڑکائی جامع مسجد، اسپارک اسٹریٹ، (صدر جمعیۃ تحفظ مساجد واسلام رنگون)

الجواب صحیح: وصی الرحمٰن غفرلہ المنان،

ما جاء به المفتي فهو حق والحق أحق أن يتبع، محمد اسماعیل غفرلہ (خطیب مسجد نور علی چودھری، رسلون، رنگون)

لاشک فی الجواب، محمد عبد القيوم

لاريب في حمة الجواب، اسماعیل بیگ الٰہی غفرلہ (ناظم جمیعۃ تحفظ مساجد واسلام) (فتاویٰ بسم اللہ: ۱/۲۴۳-۲۴۴) ☆

(۱) النووي شرح مسلم، باب الدليل علىٰ أن من مات على التوحيد: ۲۰۵/۱۔

☆ **بلاعذر نماز چھوڑنے والا کافر ہے یا نہیں:**

سوال: بلاعذر نماز چھوڑنے والا کافر ہوتا ہے یا نہیں؟ مدلل ومفصل جواب دیکر ممنون فرمائیں، بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصلياً و بالله التوفيق

اگر نماز، اس کی فرضیت کے انکار کی وجہ سے چھوڑتا ہے، تو وہ کافر ہے۔ (امداد الاحکام: ۱/۱۳۳)

”فمن أنكر شرعيتها (الصلاة) كفر بلا خلاف“. (فتح القدير: ۲۱۷/۱، ومجمع الأنهر للفقيه المحقق لداماد: ۶۸/۱، ط: بيروت)

اگر نماز کی فرضیت کے اقرار کے باوجود غفلت وسستی کی وجہ سے نہیں پڑھتا ہے، تو وہ فاسق ہے۔ (امداد الاحکام: ۱/۱۳۳)

”وتاركها تكاسلا فاسق“. (سكب الأنهر علىٰ مجمع الأنهر: ۶۷/۱، ط: بيروت)

”وحكمه أنه ... يفسق تاركه بلاعذر“. (حلية الناجي على الشرح الحلبي: ۱۲، غنية المستملي المشتهر بشرح الكبير)

اور اگر عمداً (جان بوجھ کر) نماز چھوڑتا ہے، بشرطیکہ وہ نماز سے استہزا نہ کرتا ہو، وہ بھی حنفیہ کے نزدیک فاسق ہے، کافر نہیں۔ (امداد الاحکام: ۱/۱۱۳۔ وفتاویٰ محمودیہ: ۶/۱۱۱)

”(وتاركها عمدًا مجانة) أي تكاسلاً فاسق“. (الدر المختار على صدر الرد: ۵/۲، ط: زكريا علىٰ منهج بيروت)

نماز کو عمداً سستی کی وجہ سے چھوڑنے والا فاسق ہے اور جو عمداً چھوڑے، اس کو کوئی عذر بھی نہ ہو، قضا پڑھنے کا بھی ارادہ نہ رکھتا ہو اور اسے اس پر سزا وعتاب کا بھی ڈر نہ ہو، تو فقہاء کرام نے اس کی تکفیر فرمائی ہے۔

”وكفر بترك الصلاة متعمدًا غير ناوٍ للقضاء وغير خائف للعقاب“. (مجمع الأنهر لداماد آفندی: ۶۹٤/۱، ط: بیروت) (فتاویٰ یوسفیہ: ۱/۵۶۰ و۵۶۱)

بے نمازی کو کامل مسلمان نہیں کہہ سکتے:

سوال: ایک آدمی پورا سال نماز نہ پڑھے، تو اسے کامل مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ جو جمعہ اور عید کی نماز بھی نہیں پڑھتا۔

الجواب ______________

اگر وہ شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور نماز کی فرضیت کا بھی قائل ہے، مگر سستی یا غفلت کی بنا پر نماز نہیں پڑھتا، تو ایسا شخص مسلمان تو ہے، لیکن کامل مسلمان اسے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نماز جیسے اہم اور بنیادی رکن کا تارک ہونے کی وجہ سے سخت گناہگار اور بدترین فاسق ہے۔(۱)

قرآن و احادیث میں نماز کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔(۲) (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۳/۳)

بے نمازی کے لئے کفر کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا، اس کی قربانی ناجائز ہے؛ کیونکہ اس کے نزدیک نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے؛ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ 'مسلمان اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے'، لہٰذا نماز نہ پڑھنے والا کافر ہے، اور کافر کا کوئی عمل قابل قبول نہیں، لہٰذا اس کی قربانی بھی ناجائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ______________

اگرچہ نماز ترک کرنا کبیرہ گناہ ہے۔(۲) لیکن تارک الصلاۃ بنابر مذہب جمہور، کافر نہیں ہوتا۔(۳)

لہٰذا تارک نماز کی قربانی جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود: ۸۸۹/۱)

---

(۱) (تاركها عمدًا مجانةً)أي تكاسلاً فاسق.(الدر المختارمتن الرد، ج: ۱، ص: ۳۵۲، أول كتاب الصلاة)

(۲) ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ. قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ﴾الآية (سورة المدثر: ۴۲، ۴۳)

وعن بريدة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "العهد الذي بيننا و بينهم الصلوٰة، فمن تركها فقد كفر. (مشكوٰة المصابيح: ۵۸/۱، كتاب الصلوٰة، الفصل الثاني)

سنن النسائي، كتاب الصلاة، باب الحكم في تارك الصلاة (ح: ۴۶۳)/مسند الإمام أحمد، مسند بريدة (ح: ۲۲۴۲۸)/سنن الدارقطني، كتاب العيدين (ح: ۱۷۲۷/۲)انيس

(۳) كما في فتح الباري تحت الحديث "من ترك الصلاة متعمدًا فقد كفر": "وتمسك بظاهر الحديث أيضاً الحنابلة ومن قال بقولهم من أن تارك الصلاة يكفر ... وأما الجمهور فتأولوا الحديث ... فقيل المراد من تركها جاحدًا لوجوبها أو معترفاً لكن مستخفاً مستهزئاً بمن أقامها". (كتاب مواقيت الصلاة، باب من ترك العصر: ۴۱/۲، قديمي كتب خانه، كراچي)

==

کیا تارک صلوٰۃ کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے:

سوال: ایک شخص کافی عرصے سے نماز ترک کئے ہوئے ہے، حتی کہ وہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتا، کیا اس شخص کو تجدید ایمان کی ضرورت ہے؟ فرض کر لیجئے کہ وہ گزشتہ چھ مہینوں سے نماز مسلسل ترک کر رہا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

نماز پنج گانہ فرض ہے،(۱) اور اس کا ترک گناہ کبیرہ، اور تمام کبیرہ گناہوں ...... چوری، زنا وغیرہ ...... سے بدتر گناہ

==　(بیان استنباط الأحکام)وهو علی وجوۃ

،الأول: قال النووی: یستدل بالحدیث أن تارک الصلاۃ عمداً معتقداً وجوبها یقتل، وعلیه الجمهور. قلت: لایصح هذا الاستدلال لأن المأمور به هو القتال، ولایلزم من إباحة القتال إباحة القتل، لأن باب المفاعلة یستلزم وقوع العمل من الجانبین، ولا کذلک القتل فافهم، ثم اختلف أصحاب الشافعی هل یقتل علی الفور أم تمهل ثلاثة أیام؟ الأصح الأول، والصحیح أنه یقتل بترک صلاۃ واحدۃ إذا خرج وقت الضرورۃ لها، وأنه یقتل بالسیف، وهو مقتول حداً، وقال أحمد فی روایة أکثر أصحابه عنه: تارک الصلاۃ عمداً یکفر، ویخرج من الملة، وبه قال بعض أصحاب الشافعی، فعلی هذا له حکم المرتد، فلایغسل ولایصلی علیه، وتبین منه امرأته، وقال أبوحنیفة والمزنی: یحبس إلی أن یحدث توبة ولایقتل، ویلزمهم أنهم احتجوا به علی قتل تارک الصلاۃ عمداً. ولم یقولوا بقتل مانع الزکاۃ مع أن الحدیث یشملها، ومذهبهم أن مانع الزکاۃ تؤخذ منه قهراً ویعزر علی ترکها، وسئل الکرمانی هٰهنا عن حکم تارک الزکاۃ ثم أجاب: بأن حکمهما واحد، ولهذا قاتل الصدیق رضی اللّٰه عنه مانعی الزکاۃ، فإن أراد أن حکمهما واحد فی المقاتلة فمسلم، وإن أراد فی القتل فممنوع، لأن الممتنع من الزکاۃ یمکن أن تؤخذ منه قهراً، بخلاف الصلاۃ، أما إذا انتصب صاحب الزکاۃ للقتال لمنع الزکاۃ فإنه یقاتل، وبهذه الطریقة قاتل الصدیق رضی اللّٰه عنه مانعی الزکاۃ، ولم ینقل أنه أحد منهم صبراً ولو ترک صوم رمضان حبس ومنع الطعام والشراب نهاراً، لأن الظاهر أنه ینویه لأنه معتقد لوجوبه کما ذکر فی کتب الشافعیة.

والثانی: قال النووی: یستدل به علی وجوب قتال مانعی الصلاۃ والزکاۃ وغیرهما من واجبات الإسلام قلیلاً کان أو کثیراً. قلت: فعن هذا قال محمد بن الحسن إن بلدۃ أو قریة إذا اجتمعوا علی ترک الأذان فإن الإمام یقاتلهم، وکذلک کل شیء من شعائر الإسلام.

الثالث: فیه أن من أظهر الإسلام وفعل الأرکان یجب الکف عنه ولایتعرض له. (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، باب فإن تابوا وأقاموا الصلاۃ: ۱/۱۸۱ـ۱۸۲. انیس)

(۱)　عن طلحة بن عبیداللّٰه، أن أعرابیاً جاء إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثائر الرأس، فقال: یارسول اللّٰه! أخبرنی ماذا فرض اللّٰه علی من الصلاۃ؟ فقال: الصلوات الخمس إلا أن تطوع شیئًا. (الصحیح للبخاری، باب وجوب صوم رمضان (ح: ۱۸۹۱)/سنن الدارمی، باب فی الوتر (ح: ۱۶۱۹)/سنن النسائی، باب وجوب الصیام (ح: ۲۰۹۰) انیس)

ہے، پس جو شخص تارک صلوٰۃ رہا، اگر وہ نماز کو فرض، اور ترکِ صلوٰۃ کے فعل کو گناہ اور اپنے آپ کو گناہگار اور مجرم سمجھتا رہا، تو یہ شخص مسلمان ہے، اس کو تجدید ایمان کی ضرورت نہیں، مگر اپنے فعل سے توبہ لازم ہے اور اگر یہ شخص اپنے فعل کو گناہ ہی نہیں سمجھتا رہا، نہ اس نے اپنے آپ کو مجرم اور قصوروار سمجھا، تو یہ شخص ایمان سے خارج ہو گیا۔(۲)

اور اس پر توبہ کے ساتھ تجدید ایمان لازم ہے اور اسی کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔(۳)

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۱۸۵/۳)

☆☆☆

(۲) "(وإن) أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة (كفر بها)". (ردالمحتار: ۵٦١/١) (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار: ۵٦١/١، باب الإمامة، مطلب البدعة خمسة أقسام، انيس)

"الصلوٰة فريضة محكمة لايسع تركها ويكفر جاحدها" كذا في الخلاصة. (الفتاوىٰ الهندية: ۵٠/١، كتاب الصلاة، طبع رشيدية)

قوله صلى الله عليه وسلم: "بين العبد وبين الكفر ترك الصلاة". أقول: الصلاة من أعظم شعائر الإسلام وعلامته التي إذا فقدت ينبغي أن يحكم بفقده لقوة الملابسة بينهما وبينه وأيضاً الصلاة هي المحققة لمعنى اسلام الوجه لله، ومن لم يكن له حظ منها فإنه لم يؤمن الإسلام إلا بما لا يعبأ به. (حجة الله البالغة، فضل الصلاة: ٣١٧. انيس)

(۳) "وفي شرح الوهبانية: ما يكون كفرًا اتفاقاً يبطل العمل والنكاح". (ردالمحتار: ٢٤٧/٤، باب المرتد). (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار، باب المرتد، مطلب جملة من لا يقتل، الخ، انيس)